امت مسلمہ میں اتحاد کے عوامل قرآن کی نگاہ میں

غلام اصغر[1] (پاکستان) محمد یعقوب بشوی

اشاریہ:

قرآن ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور انسان کی ہدایت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اتحاد اور وحدت انسان کی ہدایت کا لازمی جزء ھے قرآن مجید کی متعدد آیات میں انسانوں کو ایک امت کہا گیا ہے اور مسلمانوں میں اتحاد و یکجہتی کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ زیر نظر مقالے میں قرآن کی روشنی میں وحدت کے کچھ عوامل کو ذکر کیا گیا ہے مثلا توحید، نبوت اور انسانی فضائل واقدار سے آشنایی کے ساتھ ایک دوسرے کا احترام وغیرہ اور اسی طرح اتحاد کا ھدف یہ ہے کہ امت مسلمہ اس مقام تک پہنچے کہ جب مختلف مکاتب فکر اپنے اندرونی تنازعات اور اختلافات کو حل کرنے کے لیے باہمی مشترکات کی طرف رجوع کریں تاکہ اسلام دشمن عناصر کے خلاف اپنا اتحاد برقرار رکھ سکیں اور اس دور میں ہم پر وحدت کے متعلق عائد زمہ داریوں کو آیات کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کی گئ ھے۔

کلیدی الفاظ: وحدت، اتحاد، قرآن، انسان، مسلمان، معاشرہ۔

۱. (ایم فل تفسیر وعلوم قرآنی) attshani550@gmail.com
۱. استاد: ڈاکٹر جناب حجتہ الاسلام والمسلمین محترم یعقوب بشوی صاحب زید عزہ۔

مقدمہ:

معاشرے میں اتحاد و یکجہتی انسانوں کے لئے کامیابی کا ایک عنصر ہے۔ اگر معاشرے میں اتحاد ہو تو اس کی ترقی میں فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے۔ اسلام کی تاریخ کو دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام نے ابتدا ہی سے اپنے ساتھیوں کو اتحاد و یکجہتی کا درس دیا اور انصار و مہاجرین کے درمیان اخوت کو حقیقی معنوں میں عملی جامہ پہنایا۔

قرآن مجید کی آیات پر غور کرنے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے سے دلوں سے تفرقہ اور اختلافات کو دور کیا جاسکتا ہے اور معاشرتی تشخص کو برقرار رکھا جاسکتا ہے۔ زیر نظر مقالے میں قرآن کریم کی روشنی میں اتحاد کے عوامل کا جائزہ لیا گیا ہے۔

وحدت کے عوامل قرآن کی نظر میں:

الف۔ عقیدہ توحید:

قرآن کی نظر میں توحید اتحاد کا اصلی محور ہے۔ اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل کتاب کے بارے میں فرمایا کہ ان کو دعوت دو کہ وہ کلمہ توحید کی بنیاد پر ہم میں شامل ہو جائیں اور پروردگار کے علاوہ کسی کی پرستش نہ کریں۔ پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو کہو کہ گواہ رہو کہ ہم حق کے تابع ہیں۔ (آل عمران/ ۶۴)

قرآن مجید کے نقطہ نظر سے انسان کو توحید پسندی کی بنیاد پر پیدا کیا گیا تھا اور انسانی معاشرہ ابتدا میں ایک قوم تھا لیکن ان کے درمیان اختلافات پڑنے اور روز بروز یہ اختلافات بڑھنے کے باعث خدا نے انبیاء کو مبعوث فرمایا تاکہ لوگوں کو توحید کی طرف راغب کرنے کے ساتھ اختلافات کو حل کریں اور امت واحدہ کو تشکیل دیں۔

ب۔ بعثت انبیاء علیہم سلام:

ارشاد باری تعالی ہے: "كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ " (بقرہ/ ۲۱۳) " (پہلے تو سب) لوگوں کا ایک ہی مذہب تھا (لیکن وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے) تو خدا نے (ان کی طرف) بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے پیغمبر بھیجے اور ان پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے ان کا ان میں فیصلہ کردے۔ اور اس میں اختلاف بھی انہیں لوگوں نے کیا جن کو کتاب دی گئی تھی

باوجود یہ کہ ان کے پاس کھلے ہوئے احکام آچکے تھے (اور یہ اختلاف انہوں نے صرف) آپس کی ضد سے (کیا) تو جس امر حق میں وہ اختلاف کرتے تھے خدا نے اپنی مہربانی سے مومنوں کو اس کی راہ دکھا دی۔ اور خدا جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھا دیتا ہے۔"

اس آیت کی اصل بحث دین و مذہب کے ظہور اور ان کے مختلف مقاصد اور مراحل میں ہے انسان (شروع میں) سب ایک متحد قوم تھے "کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَاحِدَہ" انسانی زندگی اور معاشرہ میں یکجہتی تھی وسوسوں اور اپنے اختلافات کے محرکات کو معمولی سمجھا جاتا تھا اور وہ فطرت کے مطابق خدا کی عبادت کرتے تھے، لیکن معاشرے کی افزایش کے ساتھ ہی اختلافات اور تضادات پیدا ہوگئے اور خدا نے انبیاء کو لوگوں کی طرف خوشخبری سنانے اور ڈرانے کے لیے مبعوث فرمایا۔ صدر اسلام کی تاریخ شاھد ہے کہ مشیت الھی کے تحت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقدامات کے سہارے دیرینہ اختلافات محو ہوگئے تھے اور ایسی دوستی کی فضا قائم ہوئی تھی کہ جس کی مثال آج تک نہیں ملتی، اوس وخزرج کے بڑے قبیلے جو کبھی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

ج۔ حبل اللہ سے تمسک:

خداوند متعال قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَیْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِہِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْہَا كَذَٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَكُمْ آیَاتِہِ لَعَلَّكُمْ تَہْتَدُونَ" (آل عمران/ ۱۰۳) " اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم جہنّم کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں نکال لیا اور اللہ اسی طرح اپنی آیتیں بیان کرتا ہے کہ شاید تم ہدایت یافتہ بن جاؤ "

قرآن مجید اللہ کی رسی کو اتحاد کی علامت قرار دیتا ہے۔ اب جب کہ حبل اللہ مسلمانوں کے اتحاد کا مرکز ہے۔ حبل اللہ کی ایک حیرت انگیز خصوصیت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو گمراہی سے بچاتی ہے اور ان کو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ جو بھی اس سے تمسک کرے گا وہ گمراہ نہیں ہوگا۔ حبل کے معنی کو سمجھنے کے لئے بعض مفسرین حدیث ثقلین کی طرف رجوع کرتے ہیں اس حدیث میں دو چیزیں گمراہی کے خاتمے کا باعث بنتی

ہیں: ایک خدا کی کتاب اور دوسری اھل بیت نبی کریم ﷺ۔ لہٰذا قرآن مجید اور پیغمبر اسلام ﷺ کی اہل بیت علیھم سلام حبل اللہ ہیں، اور ان کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر مسلمانوں کو حقیقی اتحاد میں لاسکیں گے۔ (سیوطی، ۱۴۰۴ق: ۲، ۶۰)

اس حدیث میں قابل ذکر نکتہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قرآن اور اھل بیت علیھم سلام دونوں کو ایک ساتھ ہدایت کا باعث قرار دے کر گویا یہ کہا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی دوسرے کے بغیر کامل نہیں ہے اور اکیلا ھدایت نہیں کرے گا۔

یہ بات واضح ہے کہ، خدا پر ایمان اور مکتب سے لگاؤ کی وجہ سے ھی اہل ایمان کے دلوں کا اکٹھا ہونا اور ان کے درمیان وحدت کا آنا ممکن ہے۔ بصورت دیگر یہ لوگ بعثت سے قبل خونخوار دشمن تھے اور انھیں ایک دوسرے سے دیرینہ نفرت اور دشمنی تھی۔

خداوند متعال کا ارشاد ہے:

"هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ" (انفال/۶۲، ۶۳)

"وہ وہی ہے جس نے اپنی نصرت اور مؤمنین کی جماعت سے آپ کی تائید کی۔ اور اسی نے ان (اہلِ ایمان) کے دلوں میں الفت پیدا کی۔ اگر آپ تمام روئے زمین کی دولت بھی خرچ کر دیتے تو ان کے دلوں میں الفت پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ مگر اللہ نے (اپنی قدرتِ کاملہ سے) ان کے درمیان الفت پیدا کر دی بے شک وہ غالب اور بڑا حکمت والا ہے۔"

د۔ انسانی فضائل و اقدار سے آشنایی اور ان کا احترام:

اتحاد کا ایک اور پہلو انسانی اقدار کا احترام ہے۔ دوسرے لفظوں میں ایک اور عنصر جو حقیقت میں بین الاقوامی سطح پر مومنین، مسلمانوں، مذاہب اور یہاں تک کہ انسانی معاشروں کے مابین اتحاد کو محقق کر سکتا ہے وہ انسانی اقدار اور خوبیوں کا عملی کرنا ہے۔ اگر ہر جگہ انصاف، تقویٰ، پیار، تعاون، قربانی، وقار، ہمدردی حاکم ہو تو تنازعہ یا تو مکمل طور پر نہیں ہو گا یا بہت ہی کم ہو گا۔ اور اگر ظلم عصمت دری اور ناانصافی، بے ایمانی، وغیرہ حاکم ہو تو یقینی طور پر تنازعہ اور اختلاف کا غلبہ ہو گا۔

. لہٰذا خداوند متعال کا ارشاد ہے: "يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ

یَینِکُم" (انفال/۱)

اس آیت شریف میں تقویٰ کے مسئلے کے بعد جو انسانی خصلتوں میں سے ایک ہے اصلاح اور متنازعہ کے حل کرنے کا امر ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسانی اقدار اور اتحاد و اتفاق کا آپس میں کافی تعلق ہے۔

اختلافات کا حل، خاص طور سے دینی اختلافات کو حل کرنا، برادری اور محبت کی فضا بنانا، حسد اور کینہ توزی کے اسباب کا ازالہ، اور پیار و محبت پھیلانا دینی معاشرہ قائم کرنے کے بنیادی لوازمات ہیں۔

اہل ایمان کی دعا یہ ہے کہ: "وَ لَا تَجْعَلْ فِی قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِینَ ءَامَنُوا رَبَّنَا إِنَّکَ رَءُوفٌ رَّحِیمٌ" (حشر/۱۰)

"غل" سے مراد کینہ ہے جو کہ ایک بری خصلت ہے۔ مومن چاہتا ہے کہ خدا اس سے ہر طرح کی برائی دور کرے۔ اس جملے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اتحاد پیدا کرنے کے لئے پورے اسلامی معاشرے میں محبت، عقیدت اور بھائی چارے کا جذبہ ہونا چاہئے۔

ہ۔ تولّی و تبرّی:

یہ دو اصول اسلام کی داخلی اور خارجہ پالیسی کے بڑے اصولوں کی حیثیت سے اتحاد برقرار رکھنے اور مسلمانوں میں تفریق کو روکنے میں فیصلہ کن کردار ادا کرتے ہیں۔ خداوند متعال کا ارشاد ہے: "قَدْ کَانَتْ لَکُمْ إُسْوَه حَسَنَۃٌ فِی إِبْرَاهِیمَ وَالَّذِینَ مَعَہُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَاءُ مِنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ کَفَرْنَا بِکُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ الْعَدَاوَه وَالْبَغْضَاءُ اَبَدًا حَتَّی تُؤْمِنُوا بِاللهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِیمَ لِأَبِیهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَکَ وَمَا أَمْلِکُ لَکَ مِنَ اللهِ مِنْ شَیْءٍ رَّبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَإِلَیْکَ أَنَبْنَا وَإِلَیْکَ الْمَصِیرُ" (ممتحنہ/۴)

"تمہارے لئے بہترین نمونہ عمل ابراہیم علیہ السّلام اور ان کے ساتھیوں میں ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودوں سے بیزار ہیں _ ہم نے تمہارا انکار کر دیا ہے اور ہمارے تمہارے درمیان بغض اور عداوت بالکل واضح ہے یہاں تک کہ تم خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان لے آ ؤ علاوہ ابراہیم علیہ السّلام کے اس قول کے جو انہوں نے اپنے مربّی باپ سے کہہ دیا تھا کہ میں تمہارے لئے استغفار ضرور کروں گا لیکن میں پروردگار کی طرف سے کوئی اختیار نہیں رکھتا ہوں. خدایا میں نے تیرے اوپر بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کیا ہے اور تیری ہی طرف بازگشت بھی ہے"

"إِنَّمَا یَنْهَاکُمُ اللهُ عَنِ الَّذِینَ قَاتَلُوکُمْ فِی الدِّینِ وَأَخْرَجُوکُم مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظَاهَرُوا عَلَیٰ إِخْرَاجِکُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ یَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِکَ هُمُ الظَّالِمُونَ" (ممتحنہ/۹)

"وہ تمہیں صرف ان لوگوں سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین میں جنگ کی ہے اور تمہیں وطن سے نکال باہر کیا ہے اور تمہارے نکالنے پر دشمنوں کی مدد کی ہے کہ ان سے دوستی کرو اور جو ان سے دوستی کرے گا وہ یقیناظالم ہو گا"

" وَمَن يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُونَ " (سورہ مائدہ/۵۶)

"اور جو بھی اللہ, رسول اور صاحبانِ ایمان کو اپنا سرپرست بنائے گا تو اللہ کی ہی جماعت غالب آنے والی ہے"

لہٰذا قرآن کی آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے بار بار مختلف آیات میں مسلمانوں سے اتحاد واتفاق قائم رکھنے کا مطالبہ کیا ہے۔ وہ اتحاد جو مسلمانوں کے دلوں کو ایک ساتھ ملاتا ہے اور باطل پر حق کی فتح کا وعدہ کرتا ہے۔

و۔ دوسروں کی اطاعت سے دوری:

قرآن کریم نے متعدد آیات میں بیان کیا ہے کہ تمام مخلوقات کا خالق ایک ہے۔ اس نصیحت کا ایک فائدہ یہ ہے کہ انسان کو یہ احساس ہو جاتا ہے کہ وہ خدای واحد کا بندہ ہے اور دوسروں کی اطاعت اور غلامی سے آزاد ہے۔ اس کے علاوہ اسے احساس ھوتا ہے کہ تمام انسانوں کی اصل ایک ہے اور یہ کہ ان سب کے ماں باپ ایک ہیں۔

"اے لوگو اپنے رب سے ڈرو! جس نے آپ کو ایک انسان سے پیدا کیا اور اسکی بیوی کو اس کی جنس سے پیدا کیا اور ان میں سے بہت سارے مردوں اور عورتوں کو پیدا کیا۔"

قرآن کریم نے حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامنے اور خدا و رسول و اولی الامر کی اطاعت کو اتحاد کا محور قرار دیا ہے اسی طرح طاغوت کو حاکم بنانے جاہلیت کی پیروی کرنے نیز خدا و رسول اور آپکی سنت سے رو گردانی، اور اپنے اختلافات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم نہ کرنے کو عدم ایمان کی نشانی اور غیر حق کی پیروی نیز تفرقہ اور تشتت کا بنیادی سبب قرار دیا ہے۔ (انعام/۱۵۳) دوسری طرف خدا تعالیٰ نے بطور تشریعی تمام جہاں اور انسانوں سے ایک خدا اور ایک مذہب کی طرف رجوع کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اور بنیادی طور پر تمام انبیاء نے ایک ہی خدا اور اسی کی عبادت کی دعوت دی۔ پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن مجید نے بھی تمام عالمین سے ایک خدا کی عبادت اور دین اسلام کی پیروی کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اور صرف اللہ اور نبی اکرم ﷺ اور اہل بیت علیہم سلام کی اطاعت کا حکم دیا۔

ز۔ رشتہ داروں سے یکجہتی:

قرآن کریم نے صلہ رحمی اور باہمی روابط کو بہت اہمیت دی ہے۔ قرآن پاک میں ہم یہ پڑھتے ہیں: "وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا" (نساء/۱) اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔ اور رشتہ قرابت کے بارے میں بھی ڈرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر حاضر و ناظر ہے۔ خداوند نے اس انسان کی صفات میں سے ایسی صفت کی طرف اشارہ کیا ہے جو انسانی سماج کے اتحاد کی جڑ ہے۔ (ناصر مکارم شیرازی ۱۳۸۶ش)

"وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ" (رعد/۲۱) "اور جو ان رشتوں کو جوڑے رکھتے ہیں جن کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے (صلہ رحمی کرتے ہیں) اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور سخت حساب سے خائف و ترساں رہتے ہیں۔

لہٰذا صلہ رحمی ایک انتہائی اہم نقطہ ہے جس پر قرآن کریم کی آیات میں خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ در حقیقت خاندانی یکجہتی سے معاشرتی یکجہتی اور یہ سلسلہ قومی یکجہتی کی طرف لے جاتا ہے۔

ح۔ اختلاف کا خاتمہ:

قرآن کریم انسانوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ تقوی اختیار کر کے اپنے اختلافات حل کریں۔ ارشاد ہوتا ہے "فاتقوا اللہ واصلحوا بینکم" (انفال/۱) تقوی اختیار کرو اور آپسی اختلافات حل کرو (آپس میں اصلاح کرو)۔ حکم قرآنی ہے کہ گھریلو اختلافات اور مسائل حل کر کے گھرانے میں چین و سکون کا ماحول بنائے رکھیں۔ (بقرہ/۲۲۴، نساء/35)

سورہ حجرات میں حکم خداوندی ہے کہ "وان طائفتان من المومنین اقتتلو فاصلحوا بینھما" اگر مومنین کے دو گروہ لڑ بیٹھیں تو ان میں صلح کراو۔ قران نے اس طرح کے صلح پسندانہ اقدامات کو بھائیوں کے درمیان اصلاحی اقدامات سے تعبیر کیا ہے ارشاد ہوتا ہے "انما المومنون اخوہ فاصلحوا بین اخویکم "بے شک مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں لھذا اپنے بھائیوں کے درمیان صلح و صفائی رکھو" (حجرات/ ۱۰) اتحاد اختلافات سے پرہیز اور لیک دوسرے سے محبت پیدا کرنے سے وجود میں آتا ھے.

رب العزت نے قرآن میں تمام مومنین کو برادر قرار دیا ہے اور انہیں امت واحدہ اور عظیم امت میں شامل کرتے ہوئے اپنا بندہ کہا ہے "ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ" (مومنون/۵۲) اور بے شک یہ تمہارا دین ایک ہی دین

اسلام ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں لھذا میری ہی عبادت کیا کرو۔ خدا نے اتحاد کو نعمت قرار دیے کر تمام انسانوں کو اتحاد کی دعوت دی ہے ارشاد ہوتا ہے "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ واذکرو نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا" (آل عمران/ ۱۰۳) اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کردی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔ خدا نے قرآن میں خاص طور سے دین میں تفرقہ اندازی کی مذمت کی ہے اور اسے عذاب کا سبب قرار دیا ہے اور اسلامی امت کو اس سے دور رہنے کا حکم دیا ہے اور صراحتا مذھب و دین میں تفرقہ ڈالنے والوں کو سنت و سیرت پیغمبر ﷺ سے دور اور آنحضرت کو ان سے بیزار بتایا ہے۔ سورہ انعام میں ارشاد ہوتا ہے "جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے ان کا معاملہ خدا کے حوالے ہے پھر وہ انہیں ان کے اعمال کے بارے میں باخبر کرے گا۔ (انعام/ ۱۵۹) خدا مسلمانوں کے درمیان تنازعے اور تصادم کو ہر گز پسند نہیں کرتا کیونکہ اس سے مسلمان کمزور پڑ جاتے ہیں اور ان کی عظمت و عزت میں کمی آجاتی ہے بنابریں قرآن کی نظر میں اتحاد و انسجام ایک طرح کی طاقت ہے جس کا حصول ضروری ہے اور اس کے ذریعے دشمن کو ڈرانا چاہیے تاکہ وہ مسلمانوں کے خلاف کسی بھی طرح کا قدم اٹھانے کی جرات نہ کرسکے۔

خداوند متعال نے نہ صرف اپنے نبی ﷺ کو مومنین کے درمیان اتحاد قائم کرنے کی ذمہ داری سونپی تھی بلکہ انہیں خدا پر عقیدے کی روشنی میں اھل کتاب کو بھی مسلمانوں کے ساتھ متحد کرنے کا حکم دیا تھا۔ (آل عمران/ ۶۴)

اس کے علاوہ بزرگ صحابہ کی سیرت بھی ہمیں اتحاد کی طرف دعوت دیتی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سعی و جہد مسلسل کے بعد مسلمانوں کو متحد رکھنے میں پچیس سال تک انتھک کوشش کی اور محض اتحاد امت کی خاطر اپنے مسلم حق ولایت سے چشم پوشی کی لہٰذا اس وقت ہم جبکہ امت اسلامی کو سب سے زیادہ اتحاد کی ضرورت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور روایات کے مطابق نسلی تعصب، اندھی تقلید اور اپنے اسلاف کی غلط روشوں اور ان کی بعض غلطیوں پر قائم نہ رہیں کیونکہ ہماری یہ غلط روشیں حق اور سنت نبوی و علوی پر مبنی اتحاد آفریں افکار و نظریات کی راہ میں مسلمانوں میں اتحاد و اخوت پیدا کرنے کی منصوبہ سازی اور ان منصوبوں پر عمل درآمد کی راہ میں رکاوٹ بن سکتی

ہیں۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "الااخبرکم باشرارکم قالوا: بلی یا رسول اللہ! قال: المشاؤن بالنمیمۃ المفرقون بین الاحبۃ الباغون للبراء العیب" "کیا نہیں چاہتے ہو میں تم میں سے بدترین افراد کی نشاندھی کروں: لوگوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ: آپ نے فرمایا وہ شخص تم میں سب سے برا ہے جو نمامی اور سخن چینی کر کے دوستوں میں جدائی ڈالتا ہے اور بے گناہ افراد کے لئے عیب تراشتا ہے" ابن عباس کہتے ہیں ان النبی سئل عن الشہادۃ فقال تری الشّمس علی مثلہا فاشہد او دع۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شہادت اور گواہی دینے کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا جس چیز کے بارے میں تمہیں شہادت دینی ہے اسے سورج کی طرح روشن دیکھو تو گواہی دو ورنہ مت دو۔ (حر عاملی, ۱۳۲۳ق: ۳, ۵۲۸)

ط۔ تعاون اسلامی:

معاشرہ وجود میں لانے کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت رہی ہے کہ آپ باہمی تعاون پر بے حد تاکید فرمایا کرتے تھے۔ خداوند عالم نے ایک طرف عام انسانوں کو نیکی اور تقوے کی اساس پر تعاون کرنے اور گناہ و ظلم میں تعاون نہ کرنے کی دعوت دی ہے۔ سورہ مائدہ میں ارشاد ہوتا ہے "تعاونوا علی البر والتقوی" (اے ایمان والو) نیکی اور تقوے پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و تعدی پر آپس میں تعاون نہ کرنا۔ اور اللہ سے ڈرتے رہنا کہ اس کا عذاب بہت سخت ہے۔ (مائدہ/ ۲)

دوسری طرف خدا نے محروموں اور وطن سے نکالے گئے لوگوں کے حقوق کی بازیابی میں بعض مسلمانوں کی غفلت و کاہلی کی مذمت کرتے ہوئے انہیں معتوب قرار دیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے "مالکم لاتقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنااخرجنا من ہذہ القریۃ الظالم اہلہا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا" (نساء/ ۷۵) "اور آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان کمزور مردوں عورتوں اور بچوں کے لئے جہاد نہیں کرتے جنہیں کمزور بنا کر رکھا گیا ہے اور جو برابر دعا کرتے ہیں کہ خدایا ہمیں اس قریے سے نجات دیدے جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمارے لئے کوئی سرپرست اور اپنی طرف سے مدد گار قرار دیدے"۔ خداوند متعال نے صرف مومنین کو باہمی تعاون کرنے اور کمزور مسلمانوں کا حق دوبارہ حاصل کرنے میں

غفلت برتنے میں مورد عتاب قرار نہیں دیا ہے بلکہ ان کے لئے تعاون کرنے کی راہوں کو بھی واضح کر دیا ہے تاکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے میں کوئی بہانے بازی نہ کر سکیں، قرآنی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے ایک دوسرے سے ملاقات کے وقت سلام کرنے اور اگر کوئی سلام کرے تو اس کا خندہ پیشانی اور اچھی طرح سے جواب دینے یہاں تک کہ اگر حالت نماز میں بھی ہو تو سلام کا جواب دینے کو واجب قرار دیا ہے۔ (انعام/ ۵۴، کلینی, ۱۳۶۵ش: ۳, ۳۶۶) اسلام نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ مسلمان کو اپنے مسلمان و مومن بھائی کے لئے خیر خواہی اور اشار یہانہ جذبات کا حامل ہوتے ہوئے اس کے لئے خدا سے مغفرت و بخشش کی آرزو کرنا چاہئے (حشر/۱۰)

یہ اسلامی تعلیمات کے کچھ نمونے تھے جن پر عمل کرنے سے اسلامی معاشرے میں تعاون خود بخود وجود میں آجاتا ہے یہاں پر ہم ہمسائے کے حق میں سنت نبوی علی صاحبھا آلاف التحیہ والثنا کی ایک مثال دے رہے ہیں۔ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا جانتے ہو ہمسائے کا حق کیا ہے؟ لوگوں نے کہا جی نہیں، آپ نے فرمایا ہمسائے کا حق یہ ہے کہ اگر وہ تم سے مدد مانگے تو اسکی مدد کرو، اگر قرض چاہئے تو اسے قرضہ دو، اگر وہ مالی بدحالی کا شکار ہو جائے تو اس کی مالی مدد کرو اگر کسی مصیبت سے دچار ہو جائے (کوئی مر جائے) تو اسکو تعزیت پیش کرو، اگر مریض ہو جائے تو اسکی عیادت کرو اور اگر مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو، اپنے گھر کی عمارت کو اس کے گھر کے سامنے اس طرح اونچا تعمیر نہ کرنا کہ اسکی طرف ہوا کا بہاو رک جائے مگر یہ کہ وہ اجازت دیدے، اگر تم پھل خریدو تو اس کے لئے کچھ تحفے کے طور پر لے جاؤ اور اگر تم میں استطاعت نہیں ہے تو چھپا کر گھر لے جاؤ اور خیال رکھو کہ تمہارا بچہ میوہ لیکر باہر نہ جائے تاکہ ہمسایہ کا بچہ حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھے۔ اپنے ہمسائے کو اپنے پکوان کی خوشبو سے پریشان نہ کرو مگر یہ کہ اس کے لئے بھی کچھ بھیج دو. (ری شہری، ۱۴۰۴ق: ۲، ۹۲۰)

یہاں پر ایک اہم سوال یہ پیش آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شریف میں ہمسائے کے جو حقوق بیان کئے گئے ہیں کیا وہ ایک محلے ایک شہر اور ایک اسلامی ملک سے مختص ہیں؟ یا اسلامی معاشرے کو وجود میں لانے کے لئے اسلامی ملکوں پر بھی واجب ہے کہ وہ اپنے ہمسایہ اسلامی ملکوں کے لئے ان امور پر عمل پیرا ہوں؟ ہم کیوں اسلامی احکام کو ہمیشہ فردی احکام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں؟ کیا امت اسلامیہ کی ہر فرد کے تعلق سے چاہے وہ کسی بھی ملک میں ہو کسی بھی نسل و قوم سے اس کا تعلق ہو اس کے ساتھ اتحاد رکھنا اس کا

دفاع کرنا کیا تمام مسلمانوں کا فریضہ نہیں ہے؟ بنابریں اسلامی کانفرنس تنظیم، اسلامی ملکوں کے سربراہوں اور اسلامی حکومتوں اور اسلامی ملکوں کی پارلیمانوں کی سنگین ذمہ داری ہے کہ وہ اس سلسلے میں اپنے فرائض انجام دیں۔ اور اسلامی علماء اور مفکرین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اسلامی مذاہب میں گفتگو کا سلسلہ شروع کرائیں کیونکہ سیرت النبی میں دیگر ادیان کے پیروں کو بھی اپنے آداب بجالانے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مناظرہ کرنے کی اجازت تھی (مفید، ۱۳۸۸ش: ۱۳۹)

وحدت کا ہدف:

قرآن کریم کی رو سے اتحاد کا ایک مقصد تصادم اور تنازعہ کا خاتمہ کرنا ہے "وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ" (انفال/۴۶) "اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اور (ہر قسم کی مصیبت و تکلیف میں) صبر سے کام لو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

لہٰذا، یہ ضروری ہے کہ مختلف مذاہب، اپنے داخلی تنازعات اور اختلافات کو حل کرنے کے لیے باہمی مشترکات کی طرف رجوع کریں تاکہ اسلام دشمن عناصر کے خلاف اپنا اتحاد برقرار رکھ سکیں۔ وگرنہ باہمی اختلافات کی صورت میں، ایک دوسرے کی ذہنی، معاشی، اور جسمانی صلاحیتیں آپس کے مسائل میں الجھ کر ضایع کریں گے اور اسلام دشمن عناصر اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ آج عالم اسلام کا کچھ ایسا ہی درد ہے۔

دور حاضر میں وحدت کے متعلق ہماری زمہ داریاں:

خدای حکیم نے ہمیں مدمقابل کی گفتگو سننے کی دانشمندانہ روش اپنانے اور آداب کا خیال رکھتے ہوئے گفتگو کرنے کا حکم دیا ہے (زمر/۱۷) اور ان صفات کو ہدایت اور دانشمندی کا مظہر قرار دیا اسلام میں غیبت، عیب جوئی، جھوٹ تہمت، توہین لعن وغیرہ کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ دوسروں کے عیوب سے چشم پوشی کریں اور دوسروں کے عیوب کو ظاہر نہ کریں تاکہ خداوند ہمارے عیوب چھپالے۔ ایک دوسرے کے خلاف بغیر ثبوت اور بغیر چھان بین کیے نفرت کا اظہار اور ایک دوسرے پر کفر کا فتوی لگاتے ہوئے لٹریچر شائع نہیں کرنا چاہیے۔ بے شک امت اسلامیہ کے فرد فرد کو بدگمانی، کینے اور نفرتوں سے دور رہنے میں ہی امت کی سلامتی، ترقی اور ہر میدان میں کامیابی کا راز ہے اور اسی میں ہی دشمن کی مایوسی ہے کیونکہ اسلام کے دشمن مسلمانوں کے درمیان اختلافات اور تنازعے کو پھیلا کر ان کی خودمختاری، ان کی عزت، طاقت اور سربلندی کو ختم کرنے کے

درپے ہیں ہم سب پر مسلمان ہونے کے ناطے یہ واجب ہے کہ ہم امت اسلامی میں کینے اور اختلافات کی بیخ کنی کی کوشش کریں۔ تاکہ کل جب خدا کے حضور میں جائیں تو ہم نے اپنا یہ فریضہ انجام دیا ہوا ہو اور اس آیت کریمہ کے مصداق بن جائیں "ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین" (حجر/۴۷) "اور ہم نے ان کے سینوں سے ہر طرح کی کدورت نکال لی ہے اور وہ بھائیوں کی طرح آمنے سامنے تخت پر بیٹھے ہونگے"

ہمیں خیال رکھنا چاہیے کہ ویسے نہ بنیں جیسا کہ دوزخیوں کے بارے میں بتایا گیا ہے "ان ذالک لحق تخاصم اھل النار" (ص/۶۴) "یہ اھل جھنم کا جھگڑا ایک امر حق ہے"۔ کلما دخلت امۃ لعنت اختھا" ارشاد ہوتا ہے کہ تم سے پہلے جن وانس کی مجرم جماعتیں گزر چکی ہیں تم بھی انہیں کے ساتھ جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ حالت یہ ہو گی کہ ہر داخل ہونے والی جماعت دوسری پر لعنت کرے گی۔ (اعراف/۳۸)

نتیجہ:

انسانی معاشرہ جو اصل میں ایک گروہ اور قوم تھا بہت سارے اختلافات کی بنا پر مختلف اقوام اور گروہوں میں تقسیم ہو گیا۔ خدا نے انبیاء کرام کے ذریعہ تمام انسانیت کی رہنمائی اور توحید پر ایمان، نبیوں کی نبوت پر یقین، اور موت کے بعد زندگی کے وجود یعنی معاد پر ایمان کی دعوت دینے کے لیے مبعوث کیے اور صاحبان شریعت اور اولوالعزم رسولوں کے ذریعہ بتدریج شریعت کو لوگوں تک پہنچا کر ہدایت فرمایی اور بعثت انبیاء کے باعث لوگوں کے مسایل اور اختلافات ختم ہوئے قرآن کریم کی نگاہ میں اسلامی معاشرے کے افراد ایک پیکر کے اعضاء ہیں۔ جو ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں برابر کے شریک رہتے ہیں۔ انہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرکے مشکلات اور مسائل کو حل کرنا چاہئے البتہ یہ تعاون نیکی اور تقوے کی اساس پر ہونی چاہئے نہ کہ گناہ و ظلم کی بنیاد پر، مسلمانوں کے درمیان تعاون اسلامی معاشرے کی مصلحت اور خدا کی مرضی کی بنیاد پر ہونا چاہئے۔ قرآن میں تمام مومنین کو برادر قرار دیا گیا ہے اور انہیں امت واحدہ اور عظیم امت میں شامل کرتے ہوئے اپنا بندہ کہا گیا ہے۔ انسانی اقدار اور منزلت سے آشنایی ایک بین الاقوامی سطح پر مومنین، مسلمانوں، مذاہب اور یہاں تک کہ انسانی معاشروں کے مابین اتحاد کو محقق کر سکتی ہے۔ اگر ہر جگہ انصاف، تقویٰ، پیار، تعاون، قربانی، وقار، ہمدردی سایہ افگن ہو تو تنازعات مکمل طور پر ختم ہو جایں گے۔ اور جن معاشروں میں ظلم، عصمت دری اور ناانصافی، بے ایمانی، وغیرہ حاکم ہو تو یقینی طور پر وھاں تنازعہ اور اختلاف کا غلبہ ہو گا۔

منابع:

۱. قرآن کریم

۲. ترجمہ قرآن۔ ذیشان حیدر جوادی، محمد حسین نجفی، جالندھری

۳. حر عاملی، محمد بن حسن، وسائل الشیعۃ، دار الکتب الاسلامیۃ، تہران، ۱۳۲۳ق.

۴. سیوطی، جلال الدین، الدر المنثور فی تفسیر الماثور، ج۲، ص۶۰، قم، کتابخانہ آیۃ اللہ مرعشی نجفی، ۱۴۰۴ق

۵. کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، چاپ دوم دار الکتب االسالمیہ، تہران، ۱۳۶۵

۶. محدث نوری، حسین بن محمد، مستدرک الوسائل، چاپ اول، مؤسسہ ال البیت الحیاء التراث. قم

۷. محسن، قرائتی، تفسیر نور، ۱۰جلد، مرکز فرہنگی درسھایی از قرآن _ ایران _ تہران، چاپ: ۱، ۱۳۸۸ھ. ش.

۸. محمدی ری شہری، محمد، میزان الحکمۃ، مکتب الاعلام الاسلامی، قم، ۱۴۰۴ق

۹. مفید، محمد بن محمد، الاختصاص، شرکت انتشارات علمی و فرھنگی، تہران، ۱۳۸۸ھ ش.

۱۰. مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونہ، تہران، دار الکتب اسلامیہ، چاپ دوم، ۱۳۶۸ش

۱۱. وحدت اسلامی از دیدگاہ قرآن و سنّت، آیت اللہ سید محمد باقر حکیم، ترجمہ ی عبد الہادی فقھی زادہ، انتشارات تبیان، چاپ اول، سال ۱۳۷۷.